صاحبزادہ برق التوحیدی

قسط نمبر ۱

[illegible]

"برادرانِ یوسف سے مؤدبانہ التماس"!

ہمیں اس بات پر دین و دنیا کا بجا فخر ہے کہ ہم اہلحدیث ہیں۔ اہلحدیث ہونے کے ناطے سے اپنا فرضِ منصبی سمجھتے ہیں کہ جو بھی لادینی اور الحادی آواز اُٹھے اس کا جواب دیا اور مقابلہ کر کے اسے دبایا جائے۔ چنانچہ تاریخ شاہد عدل ہے کہ جب بھی کوئی ایسی آواز اٹھی یا تحریک چلی جس کے ذریعے اسلامی اقدار کو کمزور کرنے کی کوشش کی گئی ہم نے آگے بڑھ کر اس کا جرأت مندانہ مقابلہ کیا اور بلاخوف لومۃ لائم سربکفن ہو کر اس کے درپے آزار ہوئے۔ اس دعوے کے ثبوت میں کسی وسیع تر مطالعہ کی ضرورت نہیں آپ کم از کم برصغیر کی تاریخ آزادی سے لے کر تادمِ تحریر تمام تحریکوں پر طائرانہ نظر ہی ڈالیں تو آپ پر یہ حقیقت آشکار ہو جائے گی کہ ہم نے ہر وقت ہراول دستے کے طور پر کام کیا — کل ہی کی بات ہے کہ جب وفاقی شرعی عدالت نے تنسیخ رجم کا غیر شرعی فیصلہ باختلاف صادر کیا تو ملک کے تمام مکاتب فکر ابھی سوچ ہی رہے تھے کہ ردِ عمل کو کس طرح ظاہر کیا جائے لیکن ہم نے قدم آگے بڑھایا اور ترجمانِ حق مناظرِ اسلام حضرت الحافظ عبد القادر صاحب روپڑی مدظلہ نے فوراً اعلانِ مناظرہ کر دیا۔ حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر نے پریس کانفرنس کے ذریعے عوام کو ایک فکر دی۔ اور حکومت کو اپنے جذبات سے متنبہ کیا۔ اور حضرت الامیر مولانا عبد الرحمٰن صاحب سلفی مدظلہ نے کراچی سے لے کر خیبر تک اپنے احتجاج و اضطراب اور نظریات و احساسات جنگل کی آگ کی طرح پہنچا کر یہ ثابت کر دیا کہ ہم شرعی عدالت کے اس غیر شرعی فیصلے کو قطعاً تسلیم نہیں کرتے۔

تصویر کا یہی رخ نہیں کہ ہم نے الحاد پسند تحریک کی مخالفت کی اور آگے بڑھ کر حصہ لیا بلکہ ایک دوسرا رخ بھی ہے ہم نے ہر اتحاد پسند آواز کا بلامفاد و بلالوث ساتھ بھی دیا۔ قومی

استحاد کی ماضی قریب میں چلنے والی تحریک اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ جبکہ ہر ایک عہدوں کی بندر بانٹ میں للچایا ہوا تھا۔ لیکن ہم نے غیر مشروط اور رضاکارانہ تعاون کی پیش کش ہی نہ کی بلکہ اس کا عملی ثبوت دے کر اوراقِ تاریخ پر خونِ جگر سے اپنی صداقت وحقانیت کو رقم کیا۔ اور ایثار و جذبہ کے وہ نقوش مرتسم کئے جو ہر آنے والی نسل کے لئے مشعلِ راہ رہیں گے۔ اور اہل حق ہونے کے واسطے سے ہر بر حق تحریک کا ساتھ دینا اپنا حق سمجھا۔

اس مختصر سی تمہید سے مطلب یہ ہے کہ جس طرح ہم نے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلہ تنسیخ رجم کی ہر سٹیج پر مخالفت کی اسی طرح اس کے حالیہ فیصلہ امتناع شراب نوشی کی تحسین بھی کرتے ہیں کہ اس نے شریعت کے بنیادی اصولوں کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے فیصلہ صادر فرمایا۔ اخبارات کی اطلاع سے فیصلہ کے تین پہلو سامنے آتے ہیں جن پر ہم بالاختصار کچھ عرض کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ اور ساتھ ایک دلچسپ لیکن مایوس کن پہلو پر بھی حسبِ ضرورت ارشاد کریں گے کہ یہ بات مصداق ہے اس مصرعہ کی

ع اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

پہلا پہلو مذکورہ فیصلہ کا ایک حصہ یہ ہے کہ عدالت نے غیر مسلموں کیلئے سرعام شراب نوشی کو اس طرح ممنوع رکھا ہے جس طرح عام مسلمانوں کے لئے ممنوع قرار دیا گیا تھا۔

اصولِ مملکت کا تقاضا بھی یہی تھا کہ انہیں عام مسلمانوں کے تحت ہی رکھا جاتا۔ ویسے بھی ایسے احکام میں یہ بات بنیادی ہے کہ غیر مسلموں کے لئے جو حقوق اسلامی مملکت میں تسلیم کئے جاتے ہیں وہ ان کے مذہبی قواعد وضوابط کے تحت ہوتے ہیں یعنی مملکت اسلامی میں یہودیوں کے لئے انہیں مراعات وحقوق کا اعتبار کیا جائے گا جو تعلیمات تورات کی روشنی میں ان کے لئے جائز ہیں اور عیسائیوں کے لئے وہ جو انجیل انہیں حقوق عطا کرتی ہے۔ گویا کہ لا اکراہ فی الدین کے دائرہ وحدود میں رہتے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہودی مرد و عورت کو رجم کی سزا دے کر اس پر تورات کی عبارت پیش کرنا اس بات کا ثبوت ہی نہیں بلکہ یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ وہ علی الاطلاق مسلمانوں کے عام قوانین کے تابع ہیں۔ علامہ شوکانی اس باب میں فرماتے ہیں کہ:

"ولحادیث الباب تدل علی انہ یحد الذی کما یحد المسلم والحربی والمستامن یلحقان بالذی" (نیل الاوطار ص۲۹۱ ج۸)

عصر جدید کے مشہور محقق عبدالقادر عودہ لکھتے ہیں:

والقاعدة عند الفقهاء الشرعية ان الخمر مباح لغير المسلمين ما دام دينهم لا يحرمها تطبيقا لقول الرسول صلى الله عليه وسلم امرنا بتركهم ما يدينون" (التشريع الجنائي الاسلامي ص ۵/ج ۲)

اس کے بعد فاضل مؤلف نے مفصل بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ دینی اور مذہبی تقاضا کے علاوہ اصلاح احوال اور تطہیر معاشرہ کا بھی یہی مطالبہ ہے کہ مسلمانوں کی طرح غیر مسلموں پر بھی سرِعام شراب نوشی منع رکھی جائے اور خصوصی مجالس و تقریبات بھی اس ضمن میں آتی ہیں۔ ورنہ ایسی صورت میں مسلمانوں کو شراب نوشی سے نہ صرف یہ کہ منع رکھنا مشکل ہوگا۔ بلکہ بالمعنی یہ بات انہیں اس طرف ترغیب دینے کے مترادف ہے وہ مزید لکھتے ہیں کہ:

واذا كانت دول المسيحية والبوذية تحرم الخمر على رعاياها مسيحيين و بوذيين ومسلمين فاولى بالدول الاسلامية ان تحرم الخمر على رعاياها ايا كانت ديانتهم ومذاهبهم (ايضاً ص ۵/ج ۲)

یعنی جب غیر مسلم حکومتیں بھی اپنی مذہبی و اخلاقی اقدار کے پیش نظر اپنے باشندوں اور مسلمانوں تمام پر شراب نوشی سے منع کرتی ہیں تو مسلمان حکومتوں کو بالاولی اپنی تمام رعایا کو اس ارتکاب جرم سے منع کرنا چاہیئے۔ خواہ ان کا دین اور مذہب مختلف ہی کیوں نہ ہو۔

حافظ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ محلی ص ۳۶۲/ج ۱۱ میں فرماتے ہیں۔

قد بينا في مواضع جمة مقدار الحكم على اهل الذمة كالحكم على اهل الاسلام۔ لقوله تعالى ...... وان احكم بينهم بما انزل الله"

غرضیکہ اسلامی مملکت میں غیر مسلمانوں کو یہ اجازت قطعاً نہیں دی جا سکتی کہ وہ سرِعام بے حیائی کا ارتکاب کرتے رہیں اور قانون حرکت میں نہ آئے۔ کیونکہ شراب وہ ام الخبائث ہے جو ہر شریعت میں ممنوع و حرام قرار دی گئی ہے۔ قرآن مجید کے الفاظ "من عمل الشیطان" اس بات کی واضح دلیل ہے کہ شیطانی عمل کو کسی وقت بھی درجہ جواز حاصل نہیں ہوا۔ کیونکہ شیطان آدم زاد کا ازلی دشمن ہے اور بنی نوع انسان کو اس سے ہر لحظہ بچنے کو کہا گیا ہے۔ کافی ص ۳۹۵/ج ۶ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت منقول ہے کہ:

ما بعث الله عزوجل نبيا قط الا وفي علم الله عزوجل انه اذا اكمل له

دینہ کان فیہ تحریم الخمر ولم تزل الخمر حراما "

یعنی شراب ہمیشہ حرام رہی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالٰے نے کسی شریعت کو کسی پیغمبر کے لئے تحریم الخمر کے حکم کے بغیر مکمل ہی نہیں کیا ـــ یعنی جب تک اس بے حیائی و ہر گناہ کی جڑ کو حرام قرار نہیں دیا جاتا تقاضا شریعت پورا نہیں ہوتا۔

لیکن ہمیں افسوس ہے اپنے برادران یوسف پر جنہوں نے بلا تردد لکھ دیا کہ:

"واما شرائط وجوبہا .... الاسلام فلا حد علی الذمی و الحربی المستامن بالشرب ولا بالسکر فی ظاہر الروایۃ"

(بدائع الصنائع ص ۳۹ ج ۷)

حالانکہ حافظ ابن حزم رحمۃ اللہ اس قسمۃ ضیزیٰ کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

"وہذا التقسیم لا وجہ لہ لانہ لم یوجبہ قران ولا سنۃ ولا اجماع وباللہ تعالیٰ التوفیق" (محلی ص ۳۶۲ ج ۱۱)

یعنی یہ امتیاز و تفصیل قرآن وسنت کی تعلیمات کے یکسر منافی ہے جس کی تائید اجماع جیسے کسی بھی اصول سے نہیں ہوتی ـــ بہر حال ہم عدالتِ عالیہ کے اس پہلو میں شریعت کو ملحوظ رکھنے پر اس کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور ان بھائیوں سے صرف اتنا عرض کرنا ہی مناسب سمجھتے ہیں کہ ـــ انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ

دوسرا پہلو اس فیصلہ میں دوسری جگہ اس بات کو ذکر کیا گیا ہے کہ عدالت نے اپنے سامنے آنے والی اس بات کو مسترد کر دیا ہے کہ لفظ "رجس" اور "فاجتنبوا" تحریم قطعی پر دلالت نہیں کرتے ـــ اور دلیل یہ پیش کی ہے کہ جب سنتِ متواترہ سے شراب کی حرمت صراحتہً ثابت ہے تو پھر ایسی موشگافیوں کا اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔

ہمیں خوشی ہے کہ وفاقی عدالت نے عوام وخواص کے حالیہ اضطراب و احتجاج سے شاید متاثر ہو کر اپنا فیصلہ تبدیل کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔

اللہ تعالٰے اسے قائم رکھنے کی توفیق بخشے اور جج صاحبان کو ایمان کی پختگی کا یہ درجہ نصیب فرمائے کہ وہ احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اسی تشریعی حیثیت سے دیکھیں جس طرح قرآنِ مجید کو دیکھا جاتا ہے۔

لیکن اس کے ساتھ یہ عرض کرنا بے جا نہ ہوگا کہ کتب لغت اور اصطلاحِ شریعت پر نظر رکھنے

والے صاحبِ ذوق پر یہ چیز مخفی نہیں کہ " رجس " اور " اجتناب " کا لفظ امتناع و تحریم کو شامل ہے بالخصوص جب کہ قرائن موجود ہوں اور اس موقعہ پر تو قرآن مجید کا سیاق و سباق بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہاں حرمت قطعیہ مراد ہے جس طرح انصاب و ازلام کی حرمت قطعی ہے نیز اگر اس مفروضہ کو تسلیم کر بھی لیا جائے تو اس کی حرمت دوسرے دلائل سے ثابت ہے مثلاً قرآن مجید میں ہے کہ " لا تقربوا الزنا " اب اگرچہ یہاں لا تقربوا ۔ فاجتنبوا کا معنی ادا کرتا ہے ۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ زنا کی حرمت قطعی نہیں ۔ چنانچہ جس طرح زنا کی حرمت پر دوسرے دلائل کا اعتبار کیا جاتا ہے ۔ اس طرح حرمتِ شراب میں بھی ان کا اعتبار کیا جائے گا ۔ بہر حال ہم اس پہلو پر بھی عدالتِ عالیہ کو مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ اس نے سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ملحدانہ اندازِ فکر کو یکسر مسترد کر دیا ہے ۔

تیسرا پہلو

۲۷ اپریل کراچی میں دیئے جانے والے عدالت کے اس فیصلہ میں جو تیسرا پہلو سامنے آیا ہے وہ یہ کہ عدالت کے ایک فاضل رکن آغا حیدر علی نے اپنے اختلافی نوٹ میں کہا ہے کہ ' صرف انگوروں سے تیار کردہ شراب کو مسلمانوں کے لئے ممنوع قرار دیا گیا ہے اور وہ بھی اس وقت جب اسے اتنی مقدار میں پی لیا جائے کہ پینے والے پر مدہوشی طاری ہو جائے ۔

ہم جج صاحب موصوف کی معلومات اور وسعت مطالعہ پر لب کشائی و انگشت زنی تو نہیں کر سکتے ۔ تاہم اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ موصوف کا اختلافی نوٹ اخوانِ یوسف کی فقہ سے متاثر ہے ۔ ورنہ قرآن و حدیث کی روشنی سے براہ راست استفادہ کرنے والے پر یہ بات واضح ہے کہ مسلمانوں پر ہر قسم کی قلیل و کثیر شراب حرام ہے ۔۔۔۔ ہم بحث کو آسان بنانے کے لئے اس پہلو کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں پہلا یہ کہ صرف انگور کی شراب ہی حرام ہے دوسرا یہ کہ کیا قلیل و کثیر کا فرق معتبر ہے ؟

جہاں تک پہلے حصے کا تعلق ہے فقہ احناف کی رُو سے یہ بات کہی جاتی ہے کہ جس شراب کو حرام قرار دیا گیا ہے وہ صرف انگور کی شراب ہے جیسا کہ صاحب ہدایہ نے لکھا ہے ۔

" الخمر ما اعتصر من ماء العنب اذا اشتد وھو المعروف عند اھل اللغۃ واھل العلم " (الفقہ علی المذاھب الاربعۃ ج ۵ ص ۱۸)

بلکہ علامہ کرمانی مزید وضاحت سے رقمطراز ہیں کہ :

"... ھذا تعریف بحسب اللغۃ واما بحسب العرف فھو ما یخامر العقل من العنب خاصۃ" (نیل الاوطار ج ۱۰ ص ۱۳۶)

یعنی نہ صرف یہ کہ اہل لغت اور اہل علم کے نزدیک شراب اس کو کہتے ہیں جو انگور سے ماخوذ ہو بلکہ عرف میں صرف انگور کے اس نچوڑ کو کہتے ہیں جو عقل پر پردہ ڈال دے۔

لغت سے عدم دلچسپی

موصوف کرمانی کی وضاحت میں جو مضحکہ خیزی ہے وہ کوئی مخفی نہیں کہ ایک طرف تو ماخامر العقل ہے اور دوسری طرف خاصۃ بالعنب کی شرط لگائی جا رہی ہے ـــــــ بہر حال شراب کی اس توضیح و تشریح اور معنی و مفہوم میں جہاں جمہور اہل لغت پر "شرذمہ قلیلۃ" کو صاحب ہدایہ نے "معروف" و "اھل العلم" کے پُر فریب الفاظ میں یاد کر کے جگ ہنسائی کی بات کی ہے وہ ایک علمی خیانت ہے جسے اپنی جگہ رہنے دیجئیے لیکن جو انھوں نے لغت کو بڑی جرأت و دھاندلی سے شریعت پر ترجیح دی ہے وہ نہایت قابل صد افسوس ہے۔

حالانکہ جب کتب لغت کی مراجعت کی جائے تو اس بیت عنکبوت کا تار و پود کھل جاتا ہے۔ چنانچہ علامہ راغب اصفہانی جیسے امام فن لکھتے ہیں:

سمی الخمر لکونہ خامرا للعقل ..... رجح انہ اسم لکل ساتر العقل

وکذا قال غیر واحد من اھل اللغۃ منھم الدینوری الجوھری (بحوالہ الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۵ ص ۱۸)

صاحب فائق زمخشری حدیث "ایاکم والغبیراء فانھا خمر العالم" کے تحت لفظ خمر کے معنی کرتے ہیں "ھی نبیذ الحبشۃ تتخذ من من الذرۃ" اور علامہ خطابی اس مفروضہ پر ان الفاظ میں تبصرہ فرماتے ہیں کہ

زعم قوم ان العرب لا تعرف الخمر الا من العنب فقال لھم ان الصحابۃ الذین غیر المتخذ من العنب الخمر عرب فصحاء فلو لم یکن ھذا الاسم صحیحا لما اطلقوہ" (کتاب الفقہ ج ۵ ص ۱۹)

امام ابو عبید نے شراب کے مختلف نام اور قسموں کا تفصیلی ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ:

وھذہ الاشربۃ المسماۃ کلھا عندی کنایۃ عن اسماء الخمر ..... فھذہ کلھا لاحقۃ بتلک المسماۃ فی الکراھۃ وان لم تکن سمیت لانھا کلھا تعمل عملا واحدا فی السکر واللہ اعلم بذلک ..... ومما یبینہ قول عمر بن الخطابؓ الخمر ما خامر العقل (غریب حدیث ج ۲ ص ۱۸۰)

لغت کی مشہور کتاب "تاج العروس" میں علامہ زبیدیؒ فرماتے ہیں :

والعموم ای کونها عصیر کل شئ یحمل به السکر اسم علی ما ھو عند الجمهور (فت ۱۸۷ ج ۳)

حافظ ابن عبد البرؒ احناف کے ردّ میں فرماتے ہیں

قال الکوفیون الخمر من العنب لقوله تعالیٰ اعصر خمرا فقالوا فدل علی ان الخمر ھو اما یعصر لا ما ینبذ قال ولا دلیل فیه علی الحمر قال اھل المدینه وسائر الحجازین واھل الحدیث کل مسکر خمر وحکمه حکم ما اتخذ من العنب ثیکفر مستحلها وتصیر نجسة ولاقیمة لها فی حق المسلم ولا یجوز بیعها ولا الانتفاع بها "(کتاب الفقه ص ۱۹ ج ۵)

علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ :

الاحادیث الواردۃ عن انس وغیرہ علی صحتها وکثرتها یبطل مذھب الکوفیین القائلین بان الخمر لا یکون الا من العنب وما کانت غیرہ فلا تسمی خمرا.... وھو قول مخالف اللغة العرب والسنة الصحیحة و للصحابه الفصحاء" (ایضاً ص ۱۹ ج ۵)

غرضیکہ ہم نے جو مشتے نمونہ از خروارے حوالہ جات ذکر کئے ہیں ان کا مفہوم وخلاصہ یہ ہے کہ اکثر اہل لغت، مفسرین ومحدثین اور فقہا ومجتہدین کے علاوہ صحابہ کرام جو کہ اہل لغت وزبان اور فصاحت وبلاغت کے اعلیٰ مدارج رکھتے تھے۔ ان کے نزدیک شراب انگور کے نچوڑ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ہر وہ چیز جو عقل کو زائل کر دے شراب کا حکم رکھتی ہے۔ اور احادیث صحیحہ سے بھی اسی بات کی تصدیق ہوتی ہے۔ بہر حال آپ امام راغب اصفہانیؒ، علامہ خطابیؒ، امام ابوعبیدؒ، علامہ زبیدیؒ، حافظ ابن عبد البرؒ اور امام قرطبیؒ جیسے مشاہیر کی رائے پڑھ چکے ہیں۔ جو کہ احناف کے استدلال کا ثبت اور ناقابل تردید جواب ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے اسی جواب کی طرف یوں اشارہ کیا ہے کہ :

"والجواب عن الحجه الاولیٰ ثبوت النقل عن بعض اھل اللغة بان غیر المتخذ من العنب یسمی خمرا" (کتاب الفقه ص ۱۱ ج ۵)

علامہ جزائری نے کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ اس مسئلے پر مذکورہ بالا حوالہ جات سے مفصل کلام کرنے کے بعد لکھا ہے کہ :

وقد ذهب الی التعمیم الامام علی کرم اللہ وجہٗ وسیدنا عمر
بن الخطاب وسعد بن ابی وقاص وعبداللہ بن عمر وابوموسیٰ الاشعری
وابوھریرۃ وابن عباس والسیدۃ عائشہ رضوان اللہ علیھما اجمعین
وذھب الی التعمیم من التابعین الامام ابن المسیب وعروۃ والحسن
البصری وسعید بن جبیر والخرون وھو قول مالک والاوزاعی والثوری
وابن المبارک والشافعی واحمد واسحاق واھل الحدیث رحمھم اللہ تعالیٰ

(کتاب الفقہ ص ۱۹ ج ۵)

لغت کو شریعت پر ترجیح

سطور بالا میں سے آپ نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ احناف کا لغت سے سہارا لینا ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کے مترادف ہے اکابر مفسرین ومجتہدین اور ائمہ لغت کی تصریحات میں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اس کے علاوہ امام شوکانی نے بڑے پرشکوہ لہجہ میں احناف کے اس موقف کا ایک اور انداز میں رد کیا ہے کہ اگر بالفرض آپ کی بات تسلیم کرلی جائے اور صحابہ کرام اور دیگر اہلِ لسان کو نظر انداز کر دیا جائے تو بھی ایک مسلمان کی حیثیت سے ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ شریعت نے اس پہلو میں کیا فیصلہ صادر فرمایا ہے چنانچہ شرعی نصوص کے ذریعے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہر مسکر کو حرام کہا گیا ہے۔ خواہ وہ کسی چیز سے ماخوذ ہو۔ لہٰذا اس حقیقتِ شرعیہ کو حقیقتِ لغتیہ پر مقدم سمجھا جانا چاہیے۔ آپ کے الفاظ ہیں۔

فاذا ثبت تسمیۃ کل مسکر خمرا من الشرع کان حقیقۃ شرعیۃ
وھی مقدمۃ علی الحقیقۃ اللغویۃ (نیل الاوطار ص ۱۳۷ ج ۸)

امام ابن عبدالبرؒ نے بھی اسی مفہوم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

"ان الحکم یتعلق با لاسم الشرعی دون اللغوی"

یعنی ایسے مباحث کا تقاضہ یہ ہے کہ اصطلاح شریعت کا اعتبار کرتے ہوئے حکم کیا جائے۔ نہ کہ لغت کا اعتبار کرتے ہوئے! بہر حال شریعت پر لغت کو ترجیح دینے والے نادان دوستوں کیلئے یہ مقام عبرت ہے کہ اگر ایسا ہی ہوتا رہا تو شریعت مطہرہ اور دین حنیف بازیچہ اطفال بن کر رہ جائے گا۔ اور اس کارنامہ کا سہرا کس کے سر ہوگا۔ (جاری ہے)